حضرت عباس رضؓ بن عبدالمطلب

تحریر: حافظ محمد اسلم شاہدروی شاہدرہ۔ لاہور

حضرت عباس رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوالفضل تھی۔ یہ بچپن میں گم ہو گئے تھے تو ان کی ماں نتیلہ یا نثلہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا بچہ مل جائے تو کعبہ پر غلاف چڑھاؤں گی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اول عرب خاتون تھیں کہ جنہوں نے بیت اللہ پر کچے ریشم کا اور مختلف قسم کا غلاف چڑھایا۔ نہایت حسین جمیل اور سفید رنگت والے تھے۔ واقعہ فیل سے تقریباً تین برس قبل ان کی ولادت ہوئی۔ اس طرح یہ نبی کریم ﷺ سے تقریباً دو یا تین برس بڑے تھے۔ یہ قریش کے سرداران میں سے تھے مسجد الحرام کی عمارت ان کے ذمہ تھی۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی پیدائش کا موقع یاد ہے۔ جب آپؐ کی پیدائش ہوئی تو ایک عورت ہمارے گھر میں آئی اور اس نے بتایا کہ آمنہ نے ایک بچہ جنم دیا ہے تو میری والدہ مجھے لے کر ان کے گھر گئیں۔

یہ زمانہ جاہلیت میں سردار تھے ان کے ذمہ حاجیوں کو پانی پلانا تھا۔ نیز مسجد الحرام کی عمارت/آبادی بھی ان کے ذمہ تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسجد میں کسی کو اونچی آواز سے نہ بولنے دیتے تھے اور نہ ہی کسی کو گالی گلوچ کی اجازت دیتے تھے۔ یہ مالدار تھے بنو ہاشم کے بے لباسوں کیلئے لباس دیتے تھے۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتے، نادانوں کو سمجھاتے، پڑوسیوں کی حفاظت کرتے، مال خرچ کرتے اور مشکلات میں مدد کرتے تھے۔ ابوسفیان بن حرب زمانہ جاہلیت سے ہی ان کے خاص دوست تھے۔ حضرت عباسؓ کی زندگی کے سوانح کے بارے میں مختلف آئمہ نے اپنی کتب میں جو کچھ تحریر کیا ہے ابن الاثیر الجزری نے کسی حد تک ان عبارات کا خلاصہ درج کر دیا ہے جو ذیل میں دیا جاتا ہے۔

یہ بیعت عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تاکہ بیعت مضبوط ہو جائے، یہ اس وقت ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ جنگ بدر کیلئے یہ مشرکین کے ساتھ مجبور کر کے نکالے گئے تھے۔ پھر یہ قیدیوں کے ساتھ قید کر لئے گئے ان کی بیڑیاں کسی گئی تھیں جن سے ان کے کراہنے کی آواز آتی تھی اس پر رسول اللہ ﷺ کو رات نیند نہیں آ رہی تھی۔ کسی صحابیؓ نے ان کی بیڑیاں ڈھیلی کر دیں تو فرمایا کہ مجھے عباسؓ کے کراہنے کی آواز کیوں نہیں آ رہی؟ بتایا گیا کہ ان کی بیڑیاں ڈھیلی کر دی گئی ہیں۔ فرمایا: ”سب قیدیوں کے ساتھ اسی طرح کرو۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی یہ مسلمان ہو گئے۔ ایک قول کے مطابق یہ ہجرت سے قبل ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن اپنے اسلام کو

چھپاتے تھے۔ یہ مکہ سے رسول اللہ ﷺ کو مشرکین کی خبریں لکھ کر بھیجتے تھے۔ مکہ میں موجود مسلمان ان کی وجہ سے مشرکین سے بچ جایا کرتے تھے۔ اس طرح یہ اسلام کے مددگار رہتے تھے"۔

جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا مکہ میں ٹھہرنا بہتر ہے"۔ جنگ بدر کے دن آپؐ نے فرمایا تھا: "جو عباسؓ کو ملے وہ اس کو قتل نہ کرے۔ کیونکہ اس کو مجبور کر کے نکالا گیا ہے"۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "آپ مہاجرین میں سے آخری ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام میں سے میں آخری ہوں"۔

الشیخ احمد القسطلانی نے نہایت تفصیل کے ساتھ ان کے فضائل کی روایات نقل کی ہیں جو زیادہ تر سند کے اعتبار سے درست نہیں ہیں۔ انہوں نے خود بھی بعض ایسے اشارات دیئے ہیں۔

شامی کہتے ہیں کہ یہ فتح خیبر کے بعد مسلمان ہوئے۔ فتح مکہ، حنین اور طائف میں آپؐ کے ہمراہ تھے۔ جنگ حنین میں یہ آپؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ ان کے قدیم الاسلام ہونے پر حجاج بن علاط کے واقعہ سے بھی شہادت ملتی ہے جو کتب تاریخ میں بالتفصیل موجود ہے۔

نیز ابن قدامہ فرماتے ہیں: حنین میں یہ رسول اللہ ﷺ کی خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ان کو حکم فرمایا کہ میرے اصحاب کو آواز دو، کیونکہ یہ بلند آواز تھے۔

یہ قد کے لمبے اور جسم کے لحاظ سے بڑے تھے۔ جب بدر میں قیدی بنائے گئے اور قیدیوں کو لباس دیئے گئے تو ان کو کسی کی قمیض پوری نہ آتی تھی۔ حتی کہ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کی قمیض ان کو پہنائی گئی۔ اس کا بدلہ دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو اس کے مرنے کے بعد اپنی قمیض پہنائی تھی۔ یہ بڑے مستجاب الدعوات بھی تھے چنانچہ صحیح بخاری کی کتاب الاستسقاء میں ہے کہ حضرت عمرؓ ان سے طلب باراں کی درخواست کیا کرتے تھے۔

ان کی وفات ۳۲ ہجری کے رمضان میں بروز جمعہ ہوئی، امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بقیع کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ انہوں نے اٹھاسی یا نواسی برس کی عمر میں وفات پائی۔

ان کی بیوی حضرت ام الفضل تھیں جن کو لبابہ بنت الحارث کہا جاتا ہے۔ یہ ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث کی بہن تھیں۔ ان کو لبابہ کبریٰ کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی چھوٹی بہن عصماء بعت الحارث کو لبابہ صغریٰ کہا جاتا ہے جو کہ حضرت خالد بن ولید سیف اللہؓ کی والدہ محترمہ ہیں۔ ان کی اور بھی بہنیں ہیں لیکن حضرت میمونہ، لبابہ کبریٰ، لبابہ صغریٰ اور ہزیلہ کے قبول اسلام کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان کی ایک بہن "عزہ" تھی جس کے قبول اسلام کا

تذکرہ نہیں ملتا۔ نیز ام الفضل کے بعض بھائی اور بہنیں دیگر ماں اور باپ سے بھی ہیں۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بعد حضرت ام الفضل ہی مکہ کی خواتین میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

رسول اللہ ﷺ ملنے کیلئے ان کے گھر جایا کرتے تھے اور کبھی ان کے ہاں قیلولہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عباسؓ کی زیادہ تر اولاد ان سے ہوئی۔ اب ان کی اولاد کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ فضل بن عباس: حضرت عباسؓ کی اولاد میں یہ سب سے بڑے تھے۔ ان کے والد عباسؓ اور ان کی والدہ لبابہ کبریٰ انہیں کے نام پر اپنی کنیت ابوالفضل اور ام الفضل رکھتے تھے۔ نہایت حسین وجمیل تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے روز ان کو اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا ہوا تھا۔ یہ آنحضرت ﷺ کی وفات پر آپؐ کو غسل دینے والوں میں شامل تھے۔ ۱۸ ہجری کے طاعون عمواس میں انہوں نے وفات پائی۔ بعض روایات میں ان کی وفات دمشق یا اردن میں بتائی گئی ہے۔

الدیار بکری نے ان کی وفات کے حوالہ سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں یوم یرموک بھی ذکر کیا ہے۔ نیز ۱۳ ہجری کا یوم مرج یا یوم اجنادین بھی بتایا گیا ہے۔ ان کی ایک ہی بیٹی تھی جس سے حضرت حسنؓ بن علیؓ نے شادی کی تھی۔ ان سے علیحدگی کے بعد ان کی شادی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ہوگئی۔ بعض نے عبداللہؓ نامی ان کے ایک بیٹے کا ذکر بھی کیا ہے۔

۲۔ عبد اللہ: ان کو علم کی وجہ سے حبر یا بحر کہا جاتا ہے۔ ہجرت سے قبل ان کی پیدائش اس وقت ہوئی جب بنو ہاشم شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر کم وبیش ۱۳ برس تھی۔ آپؐ نے ان کیلئے فہم قرآن کی دعا کی تھی۔ لہٰذا آپؐ کے صحابہؓ میں تفسیر قرآن کے حوالہ سے یہ سب سے معتبر ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں: جب یہ ہمارے پاس بصرہ آئے تو عرب میں علم، شباب، جمال اور کمال میں ان سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔ وہ بصرہ کے گورنر بھی بنے۔ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کے ایام میں ان کو حج کا امیر بنایا گیا۔ قد لمبا، رنگت سفید زردی مائل، جسم بھاری بھرکم تھا۔ داڑھی کو زرد خضاب یا مہندی لگاتے تھے۔ آخر عمر میں نابینا ہوگئے۔ ان کی وفات طائف میں ہوئی۔

ابن خلکان نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی وفات طائف میں ۶۸ ہجری کو ہوئی جبکہ عمر مبارک ۷۲ برس تھی۔ ان کی نماز جنازہ ابن الحنفیہ نے پڑھائی۔

ان کو جب دفن کیا جانے لگا تو ایک سفید پرندہ آیا جو ان کے کفن میں داخل ہوگیا پھر باہر نہ نکلا اور کفن کے

اندر سے یہ آیت پڑھنے کی آواز آ رہی تھی:

﴿یا أیتھا النفس المطمئنة ٥ ارجعی الی ربکِ راضیةً مرضیةً﴾[الفجر:]

۳۔ عبید اللہ: ان کی ولادت حضرت عبداللہؓ سے ایک برس بعد ہوئی۔انہوں نے نبی ﷺ کو بہت چھوٹی عمر میں دیکھا۔جود وسخا میں ان کی مثال بیان کی جاتی تھی۔حضرت علیؓ نے ان کو یمن کا گورنر بنایا۔ان کو ۳۶،اور ۳۷ ہجری میں امیر حج بھی بنایا گیا۔یہ ہر روز ایک اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

عبداللہ علم میں بڑے وسیع تھے جبکہ عبیداللہ کھانا کھلانے میں بڑے کھلے ہاتھ والے تھے۔بالخصوص جب مدینہ میں آتے تو اہل مدینہ پر بہت خرچ کرتے تھے۔یہ بڑے نمایاں حسین وجمیل تھے۔

حافظ ابن حجرؒ نے ان کے کھانا کھلانے کی صفت اہل مکہ کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔وہ مزید لکھتے ہیں کہ مکہ کے بازار میں مذبح کے پاس یہ روزانہ اونٹ ذبح کیا کرتے تھے۔سخاوت کے متعلق ان کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔تاریخ الخمیس میں ہے کہ ان کی وفات ۵۸ ہجری میں ہوئی۔بعض نے یزید بن معاویہؓ کا زمانہ ذکر کیا ہے۔جبکہ بعض نے عبدالملک کی خلافت میں ۸۷ ہجری بتایا ہے۔سن ۵۸ھ والا قول بمطابق گزشتہ حوالوں کے اسد الغابہ اور الاصابہ میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۴۔ قثم: حضرت علیؓ کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے۔نبی اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ان کی وفات سمرقند میں ہوئی۔ان کے پیچھے کوئی اولاد نہیں ہے۔

انہوں نے نبی اکرم ﷺ اور اپنے بھائی فضل بن عباسؓ سے روایت کی ہے۔یہ حضرت حسنؓ بن علیؓ کے رضاعی بھائی تھے۔نبی اکرم ﷺ کو قبر میں اتارنے کے بعد سب سے آخر میں یہی قبر سے باہر نکلے تھے۔ان کی وفات ۵۷ھ میں بتائی جاتی ہے۔آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ان کی عمر چھوٹی تھی۔ایک دفعہ آپؐ نے اپنے ہمراہ بچوں کو سواری پر بٹھایا تو ان کو بھی اپنے پیچھے بٹھا لیا۔حضرت علیؓ نے ان کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔پھر حضرت سعید بن عثمان بن عفان کے ساتھ سمرقند چلے گئے اور وہاں شہادت پائی۔حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ان کی شہادت ہوئی ان کو شہر کی دیوار کے باہر ''شاہ زنداں'' قبرستان کے اونچے اور مشہور قبہ میں سپرد خاک کر دیا۔

۵۔ عبد الرحمن: ان کی والدہ بھی ام الفضل ہیں۔یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں پیدا ہوئے۔حضرت عبداللہ بن سعد بن ابوسرح کے ساتھ یہ اور ان کے بھائی معبد حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت ۳۵ھ میں

شہید کئے گئے۔ابن الکلبی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن کوشام میں شہید کیا گیا۔یہ حضرت عمرؓ کے زمانہ کی بات ہے۔حافظ ابن حجرؒ نے روایت میں ان کا استاد حضرت ابو ہریرہؓ جبکہ شاگرد ثابت البانی کو بتایا ہے۔

٦۔ معبد: یہ بھی ام الفضل سے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ان کے بارے میں زیادہ ذکر نہیں ملتا۔ حضرت علیؓ نے ان کو مکہ کا گورنر بنایا تھا۔ان کو افریقہ میں شہید کر دیا گیا۔جیسا کہ عبدالرحمٰن کے تذکرہ میں گزرا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے قثم کے ذکر میں ان کا،ان کے ہمراہ قتل بیان کیا ہے۔کلبی کہتے ہیں کہ یہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں افریقہ میں شہید کئے گئے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ان کی ولادت نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہوئی لیکن انہوں نے آپؐ سے کچھ نہیں سنا۔۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں شہید کئے گئے یا امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ان کی وفات ہوئی۔یہ سب بیٹے حضرت عباسؓ کے حضرت ام الفضل سے ہوئے اس کے متعلق عبداللہ بن یزید مخضرم شاعر کا قول ہے ۔

ما ولدت نجيبة . من فحل　　　بحبل يعملة و سهل
كسته من بطن ام الفضل　　　اكرم بها من كهلة و كهل
عم النبى المصطفى ذى الفضل　　　وخاتم الرسل و خير الرسل

حضرت ام الفضل سے پیدا ہونے والے ان کے بچوں کی قبروں کے متعلق بھی عجب اتفاق مذکور ہے کہ وہ سب دور دور دفن کئے گئے۔عبداللہ طائف میں،عبیداللہ مدینہ میں،الفضل شام میں یرموک کے مقام پر،قثم سمرقند میں اور معبد افریقہ میں دفن کئے گئے۔ یہاں صاحب سیرت شامی نے عبدالرحمٰن کو ام الفضل کے بجائے ایک رومی خاتون کی اولاد قرار دیا ہے۔جبکہ دیگر نے ان کو بھی ام الفضل کی اولاد قرار دیا ہے۔

۷۔ کثیر: ابن الکلبی کہتے ہیں کہ یہ فقیہ صالح تھے۔ابن حزم نے ''کُثَیِّر'' کا اعراب لگا کر اس کی تصغیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ابن قدامہ کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ابو تمام تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات سے چند ماہ قبل ۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔یہ صحابی نہیں ہیں۔ان کی والدہ ایک رومی عورت تھی جس کا نام سبا تھا۔ایک قول کے مطابق ان کی والدہ حمیری تھی۔یہ فقیہ فاضل تھے۔زہری اور اعرج ان کے شاگرد ہوئے۔انہوں نے ینبع کے مقام پر وفات پائی۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے جو نبی اکرم ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ انکی وفات عبدالملک کے عہد میں ہوئی،ان کے پیچھے کوئی اولاد نہ رہی۔

الدیار بکری نے ان کے بارے میں فقیہ، ذکی اور فاضل کے اوصاف کا ذکر کیا ہے۔ نیز ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ اور ''تمام'' بھی ان کے بھائی تھے۔

علامہ ابن حزم نے ان کی شادی کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ زینب بنت علیؓ جو کہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے تھیں، ان کی شادی عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے ساتھ ہوئی جن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کے ساتھ حجاج بن یوسف نے شادی کی، ان سے ایک بیٹی بھی پیدا ہوئی، پھر ان کے بعد اس کی شادی کثیر بن عباس سے ہوئی۔ لیکن اکثر مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کثیر کی اولاد نہیں ہوئی۔

۸۔ عون: ان کی ولادت رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہوئی لیکن ان کی روایت نہیں ہے۔ الدیار بکری کہتے ہیں کہ ابن قتیبہ نے حضرت عباسؓ کے لڑکوں میں عون کا ذکر نہیں کیا۔

ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ عون کی والدہ کے نام پر میں مطلع نہیں ہو سکا، اور حضرت عباسؓ کے تمام بیٹوں کو آنحضرت ﷺ کی روایت کا شرف حاصل ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے چچازاد ہیں۔

۹۔ حارث: ابن کلبی لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ ہذیل قبیلہ سے تھیں۔ ان کی ہذیلی والدہ کا نام جحیلہ بنت جندب بتایا جاتا ہے۔ جو کہ ام ولد تھیں۔ ان کا بیٹا عبداللہ بن حارث تھا۔ جس سے ان کے بھتیجے سری بن عبداللہ نے شہرت پائی جو یمامہ کا گورنر بنا۔ پھر ان کا بھتیجا زبیر بن عباس بن عبداللہ سندھ کا گورنر بنا۔

حافظ ابن حجرؒ ابو عمر کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت عباسؓ کے تمام بیٹوں کو نبی اکرم ﷺ کی رویت کا شرف حاصل ہے۔ ان کی والدہ جحیلہ بنت جندب بن ربیع الہلالیہ ہیں۔

ابن حزمؒ فرماتے ہیں حارث کی اولاد میں سے سری بن عبداللہ بن حارث مشہور ہوئے۔ یہ ابو جعفر المنصور کی طرف سے پہلے مکہ پھر یمامہ کے گورنر مقرر رہے۔ ان کے بھائیوں کے نام عباس، مطلب اور حارث ہیں۔ ان کا بھتیجا زبیر بن عباس بن عبداللہ سندھ کا گورنر مقرر رہا۔ یہ سب جب وفات پا گئے تو ان کی اولاد میں سے بھی کوئی باقی نہ رہا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ حارث کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

۱۰۔ تمام: ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: ان کی والدہ رومیہ تھیں جو کہ ام ولد تھیں۔ ان کا نام سبا تھا۔ کثیر بن عباسؓ ان کے سگے بھائی تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ایک روایت بھی بیان کی ہے۔ تمام بن عبداللہ حضرت علیؓ کی طرف سے مدینہ کے گورنر بنے۔ زبیر کہتے ہیں کہ تمام بن عبداللہ لوگوں پر گرفت

کے لحاظ سے بہت سخت تھے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں یہ دس بھائیوں میں سے چھوٹے تھے۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں حضرت عباسؓ فرمایا کرتے: تمام کے ساتھ دس تمام/ پورے ہوگئے۔

یہ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ حضرت عباسؓ ان کو اٹھا کر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

تموا بتمام صاروا عشرة
یارب! فاجعلهم کراماً بررة
واجعل لهم ذکرا و أنم الثمرة

ابن الکلبی کہتے ہیں: تمام بن عباسؓ کے بیٹے جعفر اور قثم تھے۔ ان میں آخر تک یحییٰ بن جعفر بن تمام ہی باقی رہے۔

ابن حزم کہتے ہیں: تمام ام ولد سے تھے۔ ان کا بیٹا جعفر تھا۔ جعفر کے دو بیٹے تھے: تمام اور یحییٰ۔ پہلے تمام اور پھر یحییٰ فوت ہوئے۔ ان کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

جامع مسجد اہل حدیث کوٹلہ آئمہ میں توحید وسنت کانفرنس

مورخہ 30 مئی بروز ہفتہ جامع مسجد اہل حدیث کوٹلہ آئمہ میں بعد نماز عشاء توحید وسنت کانفرنس زیر صدارت رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر ہوئی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب ڈاکٹر عاطف جواد نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے حضرت مولانا سید عتیق الرحمٰن شاہ محمدی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن شیخوپوری اور جناب ذاکر رحمان صدیقی نے خطاب کیا۔ جبکہ قاری عبدالوہاب صدیقی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ رئیس الجامعہ کی دعا سے یہ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

رئیس الجامعہ کا جامع مسجد ابراہیمی اہل حدیث کالا گوجراں میں درس قرآن مجید

مورخہ 6 جون بروز ہفتہ رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے جامع مسجد ابراہیمی اہل حدیث کالا گوجراں میں ''صلہ رحمی'' کے موضوع پر بڑا ہی عالمانہ وفاضلانہ اور مدلل درس قرآن مجید ارشاد فرمایا۔ جس میں کافی تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔

جامع مسجد العزیز اہل حدیث شمالی محلہ میں افتتاحی خطبہ جمعہ

جہلم شہر کے اندر انتہائی خوبصورت اور عظیم الشان نوتعمیر جامع مسجد العزیز اہل حدیث برلب دریا (بند) شمالی محلہ جہلم میں 8 مئی کا افتتاحی خطبہ جمعۃ المبارک رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے ارشاد فرمایا۔ جامعہ علوم اثریہ کے زیر نگرانی اس عظیم الشان مسجد میں نماز باجماعت کے علاوہ صبح وشام بچوں کو ناظرہ وترجمۃ القرآن ومسنون نماز اور دعائیں پڑھانے کا انتظام کر دیا گیا ہے۔